تصویر کی مختلف اقسام
اور
ایک مسلمان
کی ذمہ داری

مرتب

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہم

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ

تلمیذِ رشید

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ

ناشر

تعمیر معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851

societyrectifier@gmail.com

ایک مسلمان کی ذمہ داری

ہر مسلمان کو چاہیے کہ آپ ﷺ کا حقیقی غلام امتی اور فرمانبردار بنے ، اسی میں ان کی دنیا اور آخرت کی بھلائی اور کامیابی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا بنادے۔

تصویر کے مسئلہ سے متعلق آپ ﷺ نے ایک مسلمان کے ذمہ جو کام لگایا ہے وہ وہی کام ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگا چکے ہیں، چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جہاں تجھے تصویر نظر آئے اسے مٹادو۔ پھر یہی کام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگرد حضرت ابوالہیاج الاسدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ جہاں تصویر ہو اس کو مٹادے اور جہاں تصویروں کے عام کرنے کی کوشش نظر آئے اس کوشش کو ناکام بنادے اور آپ ﷺ کے مطیع اور فرمانبردار امتی کا کردار ادا کرے۔

حفاظتی کیمروں کا حکم :......انسان بلکہ پوری کائنات کا حقیقی محافظ اور تھامنے والے ایک ہی ذات ہے جو......قادر......حافظِ مطلق......اور......حی و قیوم...... ہیں۔حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے واضح طور پر فرمایا ﴿ فَاللّٰهُ خَيرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴾ کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر حفاظت کرنے والے ہیں اور وہی سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ارشادِ خداوندی ہے ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

نیز فرمانِ الٰہی ہے ﴿ وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُكرِمٍ إِنَّ اللّٰهَ يَفعَلُ مَا يَشَاءُ ﴾ اور جس کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں......ایک جگہ فرماتے ہیں ﴿ أَينَ مَا تَكُونُوا يُدرِككُّمُ المَوتُ وَلَو كُنتُم فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ﴾ (کیوں کہ موت کی تو یہ حالت ہے کہ) تم چاہے کہیں بھی وہاں بھی موت تم کو آدبائے گی، اگرچہ تم قلعی چونے کے قلعے ہی میں (کیوں نہ) ہو۔

احادیث میں بکثرت ایسی اوراد وارد ہیں جن کے پڑھنے سے انسان اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجاتا ہے جیسے سونے سے قبل آیت الکرسی پڑھنا اور تین قل......تین تین بار پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر پھیرنا۔

ایک حدیث میں ہے جو سونے کے ارادے سے لیٹے اور سورہ فاتحہ اور قل ھواللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے، موت کے سوا ہر بلا سے امن پائے گا۔

چنانچہ جان، مال کی حفاظت کے روحانی اور مادی وہ طریقے جو شرعاً جائز اور ثابت ہیں، کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، ہر آدمی کی ذمہ لازم ہے کہ اپنے وسائل اور طاقت کے مطابق حفاظت کے ان طرق میں غفلت نہ کرے اور ان طریقوں کو بھی نظریاتی اور اعتقادی طور پر مستقل بالذات اور حقیقی محافظ نہ سمجھے بلکہ ان کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ پر توکل اور اعتماد کرے اور یہی عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو حفاظت ہوگی نہیں چاہے گا تو حفاظت کے ان وسائل کے اختیار کرنے اور مضبوط قلعوں میں ہونے کے باوجود بھی حفاظت نہ ہوگی اور دشمن کامیاب ہو جائے گا۔

چونکہ حفاظتی کیمرے کا استعمال تصویر بنانے اور دیکھنے کے بغیر ممکن نہیں جبکہ تصویر بنانے پر آپ ﷺ نے شدید وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں، جن میں سے بعض اسی کتابچے میں آگے آرہی ہیں۔ اس لیے ان کا استعمال شرعاً ناجائز و حرام ہے۔

رہی یہ بات کہ ان کیمروں کے ذریعے جو جاندار کی شبیہ بنا کر اسکرین پر نظر آتی ہے یہ تصویر ہے یا عکس؟ تو اس کا سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں، ہر وہ مسلمان جو حق تک پہنچنا چاہتا ہے وہ بآسانی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ جس کی مختصر تفصیل یہ ہے :

خدا داد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصویر اور عکس میں ایسا آسان اور عام فہم فرق بیان فرمایا ہے کہ ہر مسلمان اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے، چنانچہ ان کے بیان کردہ فرق کا مدار دو چیزیں ہیں:

(۱) صنعت (انسان کے عمل اور بنانے کا اس میں دخل ہونا/ نہ ہونا)

(۲) تابعیت (اصل کے تابع ہونا/ نہ ہونا)

جاندار کی جس شبیہ میں صنعت نہیں یعنی کسی انسان نے اپنے اختیار سے کچھ کر کے نہیں بنایا اور وہ شبیہ اصل کے تابع ہے یعنی اصل ہے تو وہ پانی اور آئینہ پر نظر آتا ہے، اگر اصل وہاں سے ہٹ جائے تو پھر شبیہ بھی نظر نہیں آتی، ایسی شبیہ کو عکس کہا جاتا ہے جس کا بننا اور چند شرائط کے ساتھ دیکھنا جائز ہے۔

اور جاندار کی وہ شبیہ جس میں صنعت ہے اور تابعیت نہیں اس کو تصویر یا مورتی اور مجسمہ کہا جاتا

ہے یعنی جس شبیہ کو انسان اپنے اختیار سے ایسا تصرف کر کے بنائے کہ وہ اصل کے تابع نہ رہے تو وہ تصویر یا بت ہے جس کا بنانا یا دیکھنا دونوں ناجائز اور حرام ہیں۔ جو مسلمان انصاف سے اس فرق کو سمجھے گا اس کو جاندار کی وہ شبیہ جو حرام ہے کی درج ذیل اقسام میں کسی قسم کا شبہہ نہ رہے گا البتہ جو ان حرام چیزوں کا عادی اور خوگر ہونے کی وجہ سے بضد ہے اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں اور نہ ہی ایسے لوگوں کو منوانے کے ہم مکلف ہیں۔

جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام:

اس وقت دنیا میں ہر جاندار کی شبیہ محرم کی اقسام اور صورتیں یہ ہیں :

(۱) مجسمہ جس کو بت اور مورتی بھی کہا جاتا ہے۔

دیکھیے ! مجسمہ اور بت خود بخود نہیں بنتا بلکہ کسی انسان کی صنعت اور عمل سے بنتا ہے اور جس کا مجسمہ اور بت ہے اس اصل کا تابع بھی نہیں ہے، اگر وہ اصل مر کر قبر میں بھی جائے تو بھی اس کی یہ شبیہ جو مجسمہ اور بت کی صورت میں ہے موجود رہے گی۔

(۲) تصویر: جو کاغذ، دیوار اور لکڑی وغیرہ پر بنی ہو، چونکہ یہ شبیہ بھی انسان کی صنعت اور عمل سے بنی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں ہے بلکہ اصل کے غائب ہونے کے باوجود یہ موجود رہتی ہے، اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور حرام ہے۔

(۳) سینما کی تصاویر : جو ایک پردے پر بجلی کی روشنی ڈالنے سے اچھلتی کودتی نظر آتی ہیں، یہ شبیہ بھی از اول تا آخر انسان کی صنعت اور عمل کی محتاج ہے، کیونکہ کیمرے، مشینیں وغیرہ آلات سب انسان بناتا ہے، پھر انسان ہی اسے چلا کر منظر کشی کرتا ہے اور اپنی چاہت پر خاص پردے پر دکھاتا ہے، نیز یہ پردے پر رونما ہونے والی تصاویر اصل کے تابع بھی نہیں رہتیں، ان میں سے کئی وہ بھی ہوتے ہیں جو مر کر دنیا ہی سے چلے گئے ہیں لیکن ان کی یہ شبیہ اور تصویر اب بھی باقی ہے۔

(۴) ڈیجیٹل تصویر : جو ڈیجیٹل کیمرے سے لے کر ٹی وی کی اسکرین یا کمپیوٹر اسکرین یا موبائل کی اسکرین پر دکھائی جاتی ہے، یہ ڈیجیٹل شبیہ اور اس کے آلات بھی انسان کی صنعت اور عمل سے وجود میں آتے ہیں، اس کیمرے کو انسان ہی اپنے اختیار سے بناتا ہے اور پھر منظر کشی کے وقت خود انسان ہی اس کیمرے کو چلاتا ہے اور منظر کشی کرتا ہے اور پھر انسان ہی اپنے اختیار سے جب چاہتا ہے کسی بھی اسکرین پر بجلی کی روشنی ڈال کر دکھاتا ہے، ان میں سے کوئی کام خود بخود خواہ انسان

چاہے یا نہ چاہے، نہیں ہوتا، سب انسان کے صنعت اور اختیار سے ہوتا ہے، اسی طرح تابعیت بھی نہیں رہتی، کیونکہ جن لوگوں کا یہ منظر بنایا گیا ہے اگرہ اسکرین کے سامنے نہ بھی ہوں تو بھی ان کی شکلیں اچھلتی، کودتی اور بولتی، ہنستی نظر آتی ہیں، لہٰذا اس کے تصویر ہونے میں بھی کوئی شبہہ نہیں، جس طرح سینما کے پردے پر روشنی کے ذرات سے بنی ہوئی شبیہ اتفاقاً تصویر اور حرام ہے، بعینہٖ اسی طرح اسکرین پر روشنی کے ذرات سے بنائی جانے والی شبیہ بھی تصویر اور حرام ہے۔

(۵) براہِ راست منظر کشی اور تصویر سازی: جس کو انگریزی میں ''live'' کہا جاتا ہے، جو کہ مثلاً دو موبائلوں کے استعمال کے وقت نظر آتی ہے، ہر بات کرنے والا اپنے موبائل کا کیمرہ کھول کر اپنے چہرے کو سامنے کر دیتا ہے جس سے اس کی شبیہ اور شکل وصورت دوسرے کے موبائل اسکرین پر نظر آتی ہے، یہ شبیہ بھی تصویر اور ناجائز وحرام ہے، کیونکہ اس صورت میں بھی انسان اپنے اختیار اور عمل سے کیمرے کے ذریعے اپنی شبیہ بناتا ہے اور پھر دوسرے کے پاس بھیجتا ہے، بدوں بنائے دوسرے کے پاس بھیجنا ممکن ہی نہیں اور جس گھڑی شبیہ بناتا ہے اسی گھڑی بناتے ہی وہ شبیہ اپنے اصل کے تابع نہیں رہتی، گویا اس میں انسان کی صنعت بھی ہے اور اصل کے تابع بھی نہیں اس لیے یہ بھی شبیہ محرم اور تصویر ہے۔

شبہہ : بعض کو یہاں یہ شبہہ ہوتا ہے کہ یہاں تابعیت ختم نہیں ہوتی کیونکہ جب موبائل کا کیمرہ چہرہ سے ہٹایا جاتا ہے یا موبائل بند کر دیا جاتا ہے فوراً وہ شبیہ اور صورت بھی ختم ہو جاتی ہے، اصل کے ہٹنے سے وہ شبیہ بھی اسکرین سے ختم ہو جاتی ہے۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور ایک ہے اس شے کی بقاء۔

براہِ راست دکھائے جانے والے منظر میں وجود تو ہو جاتا ہے یعنی تصویر بن جاتی ہے، البتہ دکھانے کے ساتھ ہی اس کو مٹا دیا جاتا ہے، اسی طرح بنتی، دِکھتی اور مٹتی رہتی ہے، اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی تختہ سیاہ یا دیوار وغیرہ پر تصویر بنا کر فوراً مٹا دے تو بھی اس کو بنانے کا گناہ ہوگا ،البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہ ہوگا، کیونکہ بنانے کے بعد اس نے باقی نہیں چھوڑی بلکہ فوراً مٹا دی۔ اسی طرح براہِ راست نظام میں بنانے کا گناہ ہوگا، البتہ باقی رکھنے کا گناہ نہیں ہوگا کیونکہ تصویر بنا کر مٹا دی جاتی ہے۔

(۶) فضائی تصویر : ممکن ہے کہ عنقریب ایسی تصویر بھی آجائے جو فضاء اور ہوا میں بنائی

جائے وہ بھی حرام ہے کیونکہ جاندار کی اس شبیہ کے بنانے والے آلات کیمرہ وغیرہ انسان کی صنعت اور عمل کا نتیجہ ہیں اور پھر ان آلات کا چلانا اور فضاء میں شبیہ بنانا بھی انسان کے اختیار اور عمل کا نتیجہ ہے، گویا اس میں از اول تا آخر انسان کے عمل کا دخل ہے، نیز یہ شبیہ اصل کے تابع بھی نہیں کیوں کہ بنانے والے جب چاہیں گے یہ منظر دکھائیں گے خواہ اس وقت اور اسی جگہ اس منظر کے اصل لوگ موجود نہ بھی ہوں۔

الحاصل : قیامت تک جاندار کی شبیہ کی جتنی قسمیں بنتی رہیں گی ہر قسم کا حکم ان خداداد صلاحیت رکھنے والے حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ قاعدہ اور فرق سے بآسانی معلوم ہوتا رہے گا، اس قاعدہ اور فرق کی باحوالہ تفصیل آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم اور سمعنا و اطعنا کا جذبہ اور عزم عطاء فرمائیں اور اتباع ہوا اور سمعنا و عصینا کی بری عادت سے اپنے فضل و کرم کے صدقے محفوظ فرمائیں۔

﴿تصویر پر وعیدیں﴾

حدیث نمبر۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا.......... قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَاباً یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ. (صحیح البخاری ۲/۹۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو ان (جاندار کی) تصویروں کو بناتے ہیں۔

حدیث نمبر۲: عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الَّذِیْنَ یُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ.(صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو (جاندار چیزوں میں) اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی نقالی کرتے ہیں۔

حدیث نمبر۳: عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ کُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِیْ دَارِ یَسَارِ بْنِ نُمَیْرٍ فَرَأَی فِیْ صُفَّتِهٖ تَمَاثِیْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْن. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰، ط:قدیمی)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: بے شک قیامت کے دن سب سے سخت عذاب (جاندار کی) تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔

حدیث نمبر۴: عَنْ أَبِي طَلحَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْر. (صحيح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (شوقیہ) کتا یا (جاندار کی) تصویر ہو۔

حدیث نمبر۵: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أُصَوِّرُ هٰذِهِ الصُّوَرَ فَأَفْتِنِيْ فِيْهَا فَقَالَ لَهُ: أُدْنُ مِنِّي فَدَنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: أُدْنُ مِنِي فَدَنَا حَتّٰى وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِهٖ وَ قَالَ: أُنَبِّئُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يَجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا، فَتُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ، وَ قَالَ: اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَ مَا لَا نَفْسَ لَهٗ. (الصحيح لمسلم ۲/۲۰۲)

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ میں تصویر ساز ہوں مجھے اس کے بارے میں فتویٰ عنایت فرمائیے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میرے قریب ہوجا، وہ قریب ہوا، پھر فرمایا اور قریب ہوجا، وہ اور اتنا قریب ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں آپ کو وہ بات بتارہا ہوں جو میں نے خود رسول اکرم ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ فرمارہے تھے: ہر وہ شخص جو (جاندار کی) تصویر بناتا ہے، جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر میں ایک جان بنائے گا جو اس کو جہنم میں عذاب دے گی، اگر آپ کو یہی تصویر سازی کا پیشہ ہی اختیار کرنا ہے تو درخت اور بے جان چیزوں کی تصویریں بنایا کرو۔

حدیث نمبر۶: أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيبَ إِلَّا نَقَضَهٗ. (صحيح البخاری ۲/۸۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑتے تھے جس پر (جاندار کی) تصاویر ہوتیں مگر اس شے کو توڑ دیتے۔

تنبیہ: اگر لکڑی وغیرہ پر ہوتی تو اسے توڑ دیتے اور اگر کپڑے وغیرہ پر ہوتی تو کپڑے کو

پھاڑ دیتے یعنی اس طرح توڑتے اور پھاڑتے کہ اس کا چہرہ مسخ ہو جاتا۔

حدیث نمبر۷: عَنۡ اَبِی الۡهَيَّاجِ الۡاَسَدِی قَالَ قَالَ لِی عَلِیُّ بۡنُ اَبِی طَالِبِ اَلَا اَبۡعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِی عَلَيۡهِ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَنۡ لَّا تَدَعَ تِمۡثَالًا اِلَّا طَمَسۡتَهٗ وَلَا قَبۡرًا مُشۡرِفًا اِلَّا سَوَّيۡتَهٗ. وَفِی رِوَايَةٍ : وَلَا صُوۡرَةً اِلَّا طَمَسۡتَهَا. (الصحیح لمسلم ۱/۳۱۲)

ابو الہیاج اسدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! میں تمہیں اس کام کا حکم دے کر بھیجتا ہوں جس کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دے کر بھیجا تھا (اور وہ یہ کہ جاندار کی جو) تصویر (نظر آئے اسے مٹادو) مٹائے بغیر مت چھوڑو اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو مگر یہ کہ اس کو زمین کے برابر کردو (یعنی ایک بالشت کے قریب کردو)

حدیث نمبر۸: عَنۡ نَافِعٍ أَنَّ عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا اَخۡبَرَهٗ : أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ الَّذِيۡنَ يَصۡنَعُوۡنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوۡنَ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمۡ أَحۡيُوۡا مَا خَلَقۡتُمۡ. (صحیح البخاری ۲/۸۸۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ان لوگوں کو جو (جاندار کی) تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا (اور) ان سے کہا جائے گا "جو کچھ تم نے بنایا ہے (ان میں روح ڈال کر) ان کو زندہ کرو۔

حدیث نمبر۹: عَنۡ أَبِی زُرۡعَةَ قَالَ دَخَلۡتُ مَعَ أَبِی هُرَيۡرَةَ فِی دَارِ مَرۡوَانَ فَرَأٰی فِيۡهَا تَصَاوِيۡرَ فَقَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوۡلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: وَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذَهَبَ يَخۡلُقُ خَلۡقًا كَخَلۡقِی فَلۡيَخۡلُقُوۡا ذَرَّةً أَوۡ لِيَخۡلُقُوۡا حَبَّةً أَوۡ لِيَخۡلُقُوۡا شَعِيۡرَةً. (الصحیح لمسلم ۲/۲۰۲)

ابو زرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مروان کے گھر میں داخل ہوا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر میں تصاویر دیکھ کر فرمایا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو (جاندار) مخلوق (کی تصویریں اس طرح) بناتا ہے جیسے میں بناتا ہوں، پس یہ ایک ذرہ یا غلہ اور جو کے ایک دانے کو بنائیں۔

حدیث نمبر۱۰: عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: يَخۡرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ تَبْصُرَانِ وَ اُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَ لِسَانٌ يَنْطِقُ يَقُوْلُ: اِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَ بِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً آخَرَ وَ بِالْمُصَوِّرِيْنَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. (جامع الترمذی ۲/ ۷۵،قدیمی، مسند احمد، ۲/ ۳۴۲، دار الباز)

حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشادفرمایا کہ روزِ قیامت آگ کی بنی ہوئی ایک گردن ظاہر ہوگی، اس کی دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی اور سننے والے دو کان ہوں گے اور اسکی بولنے والی زبان ہوگی، وہ کہے گی کہ مجھے تین قسم کے لوگوں پر مقرر کیا گیا ہے، ہر ظالم و جابر سرکش پر، اور ہر اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودانِ باطلہ کو پکارے، اور (جاندار کی) تصویر بنانے والوں پر۔

حدیث نمبر۱۱: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَومَ الْقِيَامَةِ مَن قَتَلَ نَبِيًّا أَو قَتَلَهُ نَبِيٌّ أَو قَتَلَ أَحَدَ وَالِدَيهِ والمُصَوِّرُونَ وَعَالِمٌ لَم يَنتَفِع بِعِلمِهِ (شعب الایمان للبیهقی ۱۰/ ۲۸۸،ط:مکتبة الرشد)

حضرت ابن عباس ﷺ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس شخص کو ہوگا جس نے نبی کو یا جس کو نبی نے قتل کیا یا اس کو جس نے اپنے باپ کو یا ماں کو قتل کیا اور تصویریں بنانے والوں کو اور اس عالم کو بھی جو اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھائے۔ (تقویۃ الایمان:۷۹)

﴿عکس اور تصویر میں فرق﴾

بعض تصویر کو "عکس" بول کر بے دھڑک استعمال کرتے ہیں، جبکہ اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں دو ایسے واضح اور کھلے فرق بیان فرمائے ہیں کہ ان پڑھ آدمی بھی اگر انصاف سے پڑھ کر سوچے گا تو وہ بھی سمجھ جائے گا کہ یہ "عکس" نہیں ہے بلکہ تصویر ہے اور حرام ہے:

(فرق نمبر۱) "عکس اپنے وجود اور بننے میں انسان کے اختیار، صنعت اور کاریگری کا محتاج نہیں ہوتا":

یعنی عکس میں انسان کی کاریگری و اختیار کا دخل نہیں ہوتا، انسان نہ بھی چاہے تو بھی عکس بنتا ہے جیسے کوئی آدمی آئینہ، پانی یا کسی بھی چمکدار شے کے سامنے جائے تو اس کا عکس اس شے کی سطح پر ضرور نظر آئے گا، ذوالعکس چاہے یا نہ چاہے۔ یہی وجہ ہے کہ عکس کی تعریف میں فعل لازمی ذکر

کیا جاتا ہے، چنانچہ حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ''عکس'' کو ''انطباع...... منقش ہوجانا'' سے تعبیر کرتے ہیں، اور ''عکس'' کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ عکس وہ شبیہ ہے کہ جب کوئی شے چمکدار شے کے مقابل آئے تو اس شے کی صورت اور مثال اس چمکدار شے میں خودبخود بدوں انسانی صنعت واختیار کے منقش ہوجائے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

وَ یُعَبِّرونَ عَنهُ بِالانطِبَاعِ و هُو أنَّ المُقَابِلَ لِلصَّقِیلِ تَنطَبِعُ صُورتُہٗ وَ مِثَالُہٗ فِیہِ لا عَینُہٗ وَ یدُلُّ علیه تعبیرُ قاضیخان بقولِه : لِأنَّه لَم یَرَ فرجَها و اِنَّمَا رَأیٰ عَکسَ فَرجِها ، فافهم. (الشامیة ۴ / ۱۱۶، ۱۱۷)

دیکھیے ! اس میں لفظِ "انطباع" اور "تنطبع" دونوں بتارہے ہیں کہ عکس کے وجود اور بننے میں انسان کی صنعت، کاریگری اور اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ جبکہ تصویر اپنے وجود اور بننے میں ازاول تا آخر انسان کی صنعت وکاریگری اور اختیار کی محتاج ہوتی ہے۔

اسکرین پر ظاہر ہونے والی شبیہ کا حکم:

اس فرق سے معلوم ہوا کہ ٹی وی اور موبائل کی اسکرین پر ظاہر ہونے والی جاندار کی شبیہ ''تصویر'' ہے نہ کہ ''عکس'' کیونکہ یہ اپنے وجود اور بننے میں انسان کی صنعت وکاریگری اور اختیار کی محتاج ہے، آزاد نہیں ہے۔

(فرق نمبر۲) ''عکس ہمیشہ اصل اور ذوالعکس کا تابع ہوتا ہے'' :

یعنی عکس میں دائماً اس بات کا ہونا ضروری اور شرط کے درجے میں ہے کہ وہ اصل یعنی معکوس کا تابع ہو۔ اور تابعیت کے لیے ضروری ہے کہ بیک وقت معکوس (وہ شے جس کا عکس بنتا ہے) اور عکس دونوں موجود ہوں۔ لہٰذا جہاں اصل کے تابع ہونے سے نکلے گا یعنی جہاں بغیر معکوس کے عکس ہوگا تو اس کو عکس نہیں کہا جائے گا بلکہ تصویر کہا جائے گا۔

اسکرین پر ظاہر ہونے والی شبیہ کا حکم:

ظاہر ہے کہ اسکرین کی یہ شبیہ اصل کے تابع نہیں ہے کیونکہ یہاں معکوس کے بغیر ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اصل قبر میں ہوتا ہے اور اس کی شبیہ اسکرین پر نظر آرہی ہوتی ہے۔ اگر یہ عکس ہوتا تو یا تو اصل اور معکوس بجائے قبر کے اسکرین کے سامنے ہوتا اور یا یہ شبیہ بجائے اسکرین کے اصل اور معکوس کے ساتھ قبر میں ہوتی۔ اذ لیس فلیس۔

﴿صنعت واختیار اور تابعیت کا فرق......اور......اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریرات﴾

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

''سوال : کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ زید عالم ہے وہ کہتا ہے کہ تصویر دستی یعنی قلم کی بنی ہوئی کا بنوانا یا مکان میں رکھنا حرام ہے لیکن فوٹو کا لیا جانا اور مکان میں رکھنا حرام نہیں ہے بایں دلیل کہ فوٹو آئینہ کا عکس ہے، عام لوگ آئینہ دیکھتے ہیں؟

الجواب :زید کا قول بالکل غلط ہے اور یہ قیاس مع الفارق ہے، آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہوجاتا ہے بخلاف فوٹو کے، اور یہ بالکل ظاہر ہے اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے''۔

(امداد الفتاویٰ ۴/۲۵۳)

دیکھیے! اس عبارت میں حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول...... ''آئینہ کے اندر کوئی انتقاش باقی نہیں رہتا زوالِ محاذاۃ کے بعد وہ عکس بھی زائل ہوجاتا ہے بخلاف فوٹو کے'' ......سے واضح ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔

اسی طرح حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اور پھر صنعت کے واسطے سے ہے اس لیے بالکل دستی تصویر کے ہے'' سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تصویر میں صنعت کا دخل ہوتا ہے اور عکس میں نہیں ہوتا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

''واقعہ یہ ہے کہ ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے۔ جب تک وہ آئینہ کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہوگیا۔ فوٹو کے آئینہ پر جو کسی انسان کا عکس آیا اس کو عکس اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ وروغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن گئی''۔ (تصویر کے شرعی احکام:۱۵)

اس عبارت میں.......... ''ظل وسایہ قائم و پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے'' ......سے ثابت ہوا کہ عکس اور تصویر میں تابعیت کا فرق ہے۔ اسی طرح عبارت...... ''اس کو عکس اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب تک اس کو رنگ وروغن اور مسالہ کے ذریعہ قائم اور پائیدار نہ بنایا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنادیا اسی وقت یہ عکس تصویر بن

گئی"...... سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عکس میں صنعت واختیار کا دخل نہیں ہوتا کیونکہ روغن اور مسالہ لگانا انسان کی صنعت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر:

"تصویر وعکس دونوں بالکل متضاد چیزیں ہیں، تصویر کسی چیز کا پائیدار اور محفوظ نقش ہوتا ہے، عکس ناپائیدار اور وقتی نقش ہوتا ہے۔ اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے"۔(احسن الفتاوی ۸/۳۰۲)

ایک دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

"(۳) اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے، اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے"۔(احسن الفتاوی ۹/ ۸۸)

عبارت......"اصل کے غائب ہوتے ہی اس کا عکس بھی غائب ہوجاتا ہے"......سے معلوم ہوا کہ عکس میں تابعیت شرط ہے۔ یعنی عکس اور معکوس دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔

دوسری عبارت میں تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے خود تصریح فرمادی چنانچہ لکھتے ہیں:...... "عکس اصل کے تابع ہوتا ہے"۔

ٹی وی اور تصویر کے ذریعے دین کی اشاعت اور اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات

اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ اس سلسلے میں یہ ہے کہ ٹی وی پر تبلیغ کے نہ ہم مکلّف ہیں اور نہ ہی ہمارے لیے تصویری تبلیغ جائز ہے بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو پامال کرنا ہے جو کہ ناجائز اور گناہ ہے۔

(۱) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبرا:

اس سلسلہ میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں، اور وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلّف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو، لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں، ہاں اس بات کے مکلّف ضرور ہیں کہ تبلیغ دین کے لیے جتنے جائز ذرائع ووسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کردیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ

کا حکم دیا ہے، وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں، ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرے میں رہ کر تبلیغ کے مکلف ہیں، اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے، لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں، اور آدابِ تبلیغ کو پسِ پشت ڈال کر جس جائز و ناجائز طریقے سے ممکن ہو، لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں۔ (نقوش رفتگاں:۱۰۴)

(۲) علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر۲ :

اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لیے استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا، اور رقص و سرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ (نقوش رفتگاں:۱۰۴)

(۳) مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبر۱ :

ٹی وی کو جائز قرار دینے کی جسارت : جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خداترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے۔

(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷، ط: ادارۃ المعارف)

(۴) مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ کا ارشاد نمبر۲ :

جب ٹیلی ویژن چلا تھا تو علماء نے اس کی مخالفت کی تھی، جو محققین اور خداترس اہلِ علم ہیں اب تک اس کے استعمال کو حرام ہی قرار دے رہے ہیں لیکن جن لوگوں کو عوام سے دبنے اور عوام کے مطابق فتویٰ دینے کا مرض ہے ان میں سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ یہ تصویر میں نہیں آتا، آئینہ کی طرح سے ہے.......... اب جو نئے مفتی آئے ہیں انہوں نے فرما دیا کہ ٹیلی ویژن آج کل ضروریاتِ انسان میں داخل ہو چکا ہے گویا کہ اگر اس میں کوئی پہلو عدم جواز کا تھا بھی تو "الضرورات تبیح المحظورات" کے پیش نظر وہ بھی "کالمعدوم" ہو گیا، کیا یہ بھی کوئی شرعی دلیل ہے کہ انسان معصیت کا اس حد تک خوگر بن جائے کہ اسے

چھوڑے تو اضطراری کیفیت ہو جائے اور پھر اس معصیت کو حلال کر لے۔
(تبلیغی اور اصلاحی مضامین ۴/ ۱۴۷......ط: ادارۃ المعارف)

(۵) مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد :

اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دیندار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہو گئے۔(احسن الفتاویٰ ۹/ ۸۸)

(۶) جامعہ دار العلوم کراچی کا فتوی......مع......تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبد السلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم :

نامحرم مرد کا عکس کسی نامحرم عورت کو اور نامحرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز نہیں جیسے آئینہ میں کسی نامحرم مرد و عورت کے لیے جائز نہیں، ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد و عورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔
(اقتباس از فتویٰ جامعہ دار العلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/ ۱/ ۱۴۰۲ھ)

(۷) فتوی جامعہ دار العلوم کراچی......مع......تصدیقات مفتی احمد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ تعالیٰ، مفتی عبد السلام چاٹگامی مدظلہ العالی وغیرہم:

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام تین قسم کے ہوتے ہیں:
(۱) واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے۔..............

ان میں سے پہلی صورت (''واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے'') میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پاکیزہ، مذہبی اور تعلیمی نوعیت کا پروگرام ہو وہ بلاشبہ تصویر ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا دکھلانا قطعاً حرام ہے، اس میں متحرک اور غیر متحرک تصاویر کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح جانداروں کی تصاویر کو بنانا حرام ہے اسی طرح بلا عذر بالقصد اور بالارادہ ان کو دیکھنا بھی حرام ہے۔(اقتباس از فتویٰ جامعہ دار العلوم کراچی مؤرخہ ۱۱/ ۱/ ۱۴۰۲ھ)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر ۱﴾

جب نفلی حج اور عمرہ وغیرہ امور کے لیے تصویر جائز ہے تو دین کی اشاعت اور باطل کے رد اور

مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے تحفظ کے لیے ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغ کرنا کیوں جائز نہیں؟

جواب:

یہ ایسا مغالطہ ہے جو عوام کو تو دیا جا سکتا ہے لیکن صحیح علم رکھنے والوں کے سامنے یہ ایک خوشنما اعجوبہ سے کم نہیں ہے کیونکہ...........:

(۱) نفلی حج اور نفلی عمرہ عبادت ہیں جو روحانی اور شرعی اعتبار سے مسلمانوں کی ضرورت ہیں

(۲) اس سلسلے میں جو ناجائز وحرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے وہ ان کے اختیار سے بھی نہیں۔

(۳) اس کے اداء کرنے کی کوئی ایسی صورت نہیں جو منکرات سے پاک ہو۔

(۴) اس صورت میں بھی مفتیان عظام نے ان منکرات کو جائز نہیں فرمایا بلکہ صرف رخصت دی ہے کہ تمہیں اس کا گناہ نہیں ہوگا۔ گناہ اس بااختیار شخص اور ادارے کے ذمہ داران کو ہوگا جس نے ان عبادات کے لیے تصویر کے منکر کو لازم کیا ہے۔ جبکہ..........

اولاً: تصویری تبلیغ کا عبادت ہونا مسلم نہیں یعنی کسی مسلم فقیہ علیہ الرحمۃ نے تصویر وغیرہ منکر کے ذریعے تبلیغ کو دین کی تبلیغ اور عبادت ومعروف نہیں فرمایا بلکہ اکابر علمائے کرام علیہم الرحمۃ نے صراحۃً اس کے منکر اور گناہ ہونے کو بیان فرمایا ہے، چنانچہ علامہ بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول اوپر گزر چکا کہ "ہم اس طریقہ تبلیغ کے مکلف نہیں" بلکہ حضرت رحمہ اللہ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ "دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائے گی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی"۔

ثانیاً: اس کا ارتکاب اپنے اختیار اور خوشی سے کیا جاتا ہے۔

ثالثاً: تصویری تبلیغ کے سوا تبلیغ کے منکرات سے پاک، مؤثر، مہذب اور شائستہ طریقے موجود ہیں۔

لہٰذا یہ دلیل قیاس مع الفارق اور مردود ہے۔

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر۲﴾

اس کے ذریعے سے ان لوگوں تک قرآنی مضامین اور دین کی باتیں پہنچانا مقصود ہے جو مساجد، خانقاہوں اور دیگر دینی محافل ومجالس اور بیانات میں نہیں آتے۔

جواب: الحمد للہ حضرات اکابر علیہم الرحمۃ نے اس دلیل کو رد کرتے ہوئے ٹی وی اور

ڈیجیٹل تصویر کے ذریعے تبلیغِ دین کو ناجائز، حرام اور بے دینی کی اشاعت اور احکامِ دینیہ کو پامال کرنا فرمایا ہے۔ حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) تصویری اور فلمی تبلیغ کے ہم مکلّف نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۲) فلمی تبلیغ کا انجام یہ ہے کہ تبلیغ کے نام پر شریعت کے ایک ایک حکم کو پامال کرنا پڑے گا۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۳) فلم، تصویر وغیرہ ناجائز ذرائع سے تبلیغ میں کامیابی کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ (علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۴) فلمی اور تصویری تبلیغ کو حرام کہنے والے ہی محقق اور خدا ترس علماء ہیں۔
(مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۵) کئی گھرانے فلمی تبلیغ کے جواز کے بہانے سے ہر فحش ڈرامے اور فلم کے عادی ہوگئے۔ (مفتی رشید احمد رحمہ اللہ تعالیٰ)۔ (تفصیلی اقتباسات ماقبل میں صفحہ نمبر۱۲ پر ملاحظہ ہوں)

﴿تصویر کے ذریعے اشاعتِ دین کے جواز کی دلیل نمبر۳﴾

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آجکل تصویر کا عام رواج ہو چکا ہے، کوئی محفل و مجلس اس سے خالی نہیں، عوام تو عوام علماء بھی لیتے ہیں، تو کب تک اس کو ناجائز کہتے رہیں گے؟

جواب:

اس دلیل کا جواب بعض علماءِ کرام نے یہ دیا ہے :

............مگر اس دلیل کو مان لیا جائے تو پھر تمام حرام کاموں کو جائز ہو جانا چاہیے، کیونکہ آج شراب بھی عام ہے، موسیقی و گانا بجانا بھی عام ہے، موبائیل فون سے گانے بجانے کی ٹیون ہم نے علماء کو بھی رکھتے دیکھا ہے، اور بے پردگی بھی عام ہے، سود و جوا بھی عام ہے، اور رشوت خوری کا بھی خوب چلن ہے، بلکہ غور کرنا چاہیے کہ کونسا گناہ ایسا ہے جو آج کے معاشرے میں رواج نہیں پا رہا ہے، لہٰذا یہ سب کے سب حرام کام اس لیے جائز ہو جانے چاہیں کہ ان کا رواج عام ہو گیا ہے، لہٰذا کب تک اس کو حرام کہتے رہیں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ، اگر یہ مفتیانہ منطق چل جائے تو اسلام کا خدا ہی حافظ!

یہاں ان مفتی صاحب کی دلیل کے جواب میں صرف یہ بات کافی ہے کہ ہم حضرت اقدس مفتی محمد شفیع صاحب علیہ الرحمۃ کے رسالہ ''گناہ بے لذت'' سے ایک عبارت نقل کیے دیتے ہیں، بغور ملاحظہ کیجئے: حضرت لکھتے ہیں کہ:

''آج کل یہ گناہ اس قدر وباء کی طرح تمام دنیا پر چھا گیا ہے کہ اس سے پرہیز کرنے والے کو زندگی کے ہر شعبے میں مشکلات ہیں، ٹوپی سے لے کر جوتے تک کوئی چیز بازار میں تصویر سے خالی ملنا مشکل ہوگیا ہے، گھریلو استعمال کی چیزیں، برتن، چھتری، دیا سلائی، دواؤں کے ڈبے اور بوتلیں اخبارات ورسائل یہاں تک کہ مذہبی اور اصلاحی کتابیں بھی اس گناہ عظیم سے خالی نہ رہیں فالی اللہ المشتکی! اور غور کیا جائے تو ان میں سے اکثر حصہ تصاویر کا محض بے کار و بے فائدہ، گناہ بے لذت ہے، مسلمان کو چاہیے کہ گناہ کے عام ہو جانے سے اس کو ہلکا نہ سمجھے، بلکہ زیادہ اہمیت کے ساتھ اس سے بچنے اور دوسرے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں۔(گناہِ بے لذت:۵۲)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب جیسے اپنے زمانے کے مفتی بے مثال تو تصویر کے عام ہو جانے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ عام ہو جانے سے دھوکہ نہ کھائیں اور اس کو ہلکا نہ سمجھیں بلکہ اس سے مسلمانوں کو بچانے کی فکر کریں اور یہ جدید الخیال وروشن خیال مفتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ جب یہ عام ہوگئی تو اب حرام کو حرام نہیں بلکہ حلال کہو۔ فیا للعجب!

(تفصیلی تحریر ہماری کتاب ''ڈیجیٹل تصویر اور ٹی وی چینل کے ذریعے تبلیغ'' میں ملاحظہ ہو)

﴿بے سند گفتگو اور اس پر تبصرہ﴾

کاغذ اور دیوار کی تصویر......اور......اسکرین کی تصویر میں درج ذیل فروق بیان کیے جاتے ہیں، ذیل میں یہ فروق اور ان پر تبصرہ ملاحظہ ہو:

(فرق نمبر ۱) ''اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا جبکہ کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے''۔

تبصرہ: (۱) اس فرق کی وجہ سے حلت اور حرمت میں فرق آتا ہے یا نہیں؟ اس کی دلیل کیا

ہے؟ کس فقیہ علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے کہ سایہ دار تصویر اور مجسمہ حرام ہے اور غیر سایہ دار تصویر جائز ہے؟

حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو تصریح فرمائی ہے کہ "ذو ظـــل...... سایہ دار" ......اور......"غیر ذی ظل...... غیر سایہ دار" دونوں حرام ہیں۔

قال العلامة النووی رحمه الله تعالیٰ : ...... و لافرق فی هذا کله بین ماله ظل و ما لاظل له هذا تلخیص مذهبنا فی المسألة و بمعناه قال جماهیر العلماء من الصحابة و التابعین و من بعدهم و هو مذهب الثوری و مالک و أبی حنیفة و غیرهم.

(شرح النووی علی صحیح مسلم ۱۹۹/۲ ،ط:قدیمی)

لٰہذا اس فرق کا بیان بے سود ہوا۔

(۲) یہ فرق کہ...... "کاغذی تصویر کا سایہ ہوتا ہے اور اسکرین کی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا"......اتنا غلط اور باطل ہے کہ وہ عوام جن کا علماء سے تھوڑا بہت تعلق ہے وہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے کیونکہ اس پر علماء نے تفصیل سے لکھا ہے کہ جاندار کے مجسمہ اور مورتی کا سایہ ہوتا ہے اور دیوار اور کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، لٰہذا دونوں میں سایہ کی بنیاد پر فرق کرنا غلط اور حق کے خلاف ہے۔

تعجب ہے کہ کاغذ کی تصویر کو سایہ دار کیسے کہا جاتا ہے؟ جبکہ سب جانتے ہیں کہ سایہ کاغذ کا ہوتا ہے، کاغذ کی سطح پر بنی ہوئی تصویر کا نہیں ہوتا کیونکہ سطح عرض ہے نہ کہ جوہر اور عرض کا سایہ نہیں ہوتا۔ جیسے رنگ دار کپڑے کے سائے کو کوئی ذی عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ رنگ کا سایہ ہے، کپڑے کا سایہ نہیں۔

(فرق نمبر۲) اسکرین کی تصویر کو چھوا نہیں جا سکتا جبکہ کاغذی تصویر کو چھوا جا سکتا ہے۔

تبصرہ :(۱) چھونے اور نہ چھونے پر حلت وحرمت کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟۔اذ لیس فلیس ۔یعنی جب اس فرق سے حکم میں فرق کا کوئی فقیہ علیہ الرحمۃ قائل نہیں تو اس کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

(۲) اگر کاغذی تصویر کی پلاسٹک کوٹنگ کی جائے یا دیوار کی تصویر پر شیشہ لگایا جائے تا کہ تصویر چھونے سے محفوظ ہو جائے تو یہ جائز ہونا چاہیے۔جبکہ آج تک اس کے جواز کا فتویٰ کسی نے بھی نہیں دیا۔ معلوم ہوا کہ یہ فرق بے سود اور غیر مؤثر ہے۔

(فرق نمبر۳) اسکرین کی تصویر کو پکڑا نہیں جاسکتا جبکہ کاغذی تصویر پکڑی جاسکتی ہے۔

تبصرہ : (۱) اس فرق پر حکم کا مدار ہے، یہ کس کتاب میں ہے؟

(۲) کاغذی تصویر میں بھی تصویر نہیں پکڑی جاتی بلکہ کاغذ پکڑا جاتا ہے، کیونکہ تصویر تو ایک عرض ہے، جس کا مستقل اور بالذات وجود نہیں اور عرض کو پکڑنا ناممکن ومحال ہے۔ دیکھیے! رنگ دار کپڑے کو اگر کوئی پکڑے تو یہی کہا جائے گا کہ اس نے کپڑے کو پکڑا ہے نہ کہ رنگ کو پکڑا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ بدوں کپڑے صرف رنگ کو کوئی پکڑ سکے۔

جس طرح وہ کاغذ جس پر تصویر ہوتی ہے کو پکڑا جاسکتا ہے بدوں کاغذ صرف تصویر کو پکڑنا ناممکن اور محال ہے اسی طرح جس اسکرین پر تصویر نمودار اور ظاہر ہوتی ہے وہ بھی کاغذ کی طرح جوہر ہے جو پکڑا جاسکتا ہے بدوں اسکرین صرف تصویر نہیں پکڑی جاسکتی، لہٰذا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(فرق نمبر۴) ''اسکرین کی تصویر صرف اسکرین پر ہمیں محسوس ہوتی ہے، اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ہوتی، اگر کوئی موبائل کو اوپر سے توڑنا شروع کرے اور آخر تک توڑتا اور کھرچتا رہے تو بھی اس کو اس کے اندر کوئی تصویر نہیں ملے گی۔ اس فرق کا مطلب یہ ہے کہ کاغذ اور دیوار کی تصویر کے پیچھے گویا کہ تصویر کا مادہ موجود ہے جبکہ اسکرین کی تصویر کے پیچھے کوئی مادہ نہیں۔

تبصرہ : (۱) کیا اس فرق پر حلت وحرمت کا مدار ہے؟ اس کا حوالہ ضروری ہے۔

(۲) یہ فرق بھی اعجوبہ بالائے اعجوبہ ہے، کیونکہ اسکرین کی سطح پر جو تصویر نظر آرہی ہے، اسکرین کے پیچھے اس تصویر کا مادہ میموری کارڈ اور ہارڈ ڈسک وغیرہ میں ہونا سب جانتے ہیں، اگرچہ کھرچنے سے ہم اس جیسی تصویر تک نہیں پہنچ سکتے جبکہ کاغذی اور دیوار کی تصویر کے پیچھے اس تصویر کے مادہ کا کسی بھی صورت میں نہ ہونا سب جانتے ہیں نیز اگر کوئی کاغذ اور دیوار کو کھرچنا شروع کردے تو کھرچتے کھرچتے آگے نکل جائے گا لیکن نہ یہ تصویر اس کو ملے گی اور نہ زیرو(0)اور ون(1) کے اعداد کے جوڑوں میں اس کا مادہ اور میموری ملے گی۔

نیز اس فرق کی بنیاد پر تو کوئی اباحیت کا پرستار یہ کہہ سکتا ہے کہ جب اسکرین کی تصویر جس کے پیچھے مادہ بھی ہے وہ جائز ہے تو کاغذی اور دیواری تصویر تو بطریق اولیٰ جائز ہونی چاہیے

کیونکہ اس کے پیچھے نہ تصویر ہے اور نہ مادہ۔

الحاصل! حق بات یہ ہے کہ جب کاغذی اور دیواری تصویر بدوں مادہ ناجائز ہے تو اسکرین کی تصویر بطریق اولیٰ ناجائز اور حرام ہوگی۔

(فرق نمبر۵) وہ تصویر حرام ہے جو سیاہی سے بنائی جائے۔ اگر روشنی سے بنائی جائے تو وہ حرام نہیں، چونکہ اسکرین پر جو تصویر کی صورت نظر آتی ہے وہ بجلی کی روشنی ہے لہٰذا اس کو تصویر نہیں کہا جاسکتا۔

تبصرہ: یہ فرق تین وجوہ سے ایک غلط فہمی ہے:

(۱) تصویر کے سلسلے میں یہ فرق کس کتاب میں ہے؟ کہ سیاہی سے پھر سیاہی کی فلاں قسم سے یا فلاں طریقے سے بنائی جائے تو جائز ہے اور فلاں طریقے اور رنگ سے ناجائز ہے؟

ماضی میں بعض نے کیمرے کی کاغذی اور مطبوعہ (پرنٹ شدہ) تصویر کو طریقے اور رنگوں کے فرق کی بنیاد پر جائز کہا تھا لیکن اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس فرق کو رد کرتے ہوئے جواب دیا کہ تصویر کے عدمِ جواز میں آلات کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا، نیز اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ نے عکس اور تصویر میں بنیادی فرق بتاتے ہوئے فرمایا کہ صنعت ہر صورت میں ہے، اور صنعت کے بعد جو شبیہ بنتی ہے اسے تصویر کہا جاتا ہے۔ لہٰذا دو وجہ سے روشنی اور شعاعوں سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہی ہے: ایک یہ کہ اس میں رنگوں کے فرق کے معتبر ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ انسانی صنعت کے بعد وجود میں آئی ہے۔

(۲) کیا اسکرین پر اگر روشنی سے اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن کریم لکھا جائے تو اس کی بے حرمتی جائز ہوگی؟ ظاہر ہے کہ آج تک کسی نے بھی اس کو جائز نہیں کہا۔ جب روشنی سے لکھے ہوئے نقوش کا کسی درجے میں اعتبار ہے تو روشنی سے بنائی ہوئی تصویر کا اعتبار کیوں نہیں ہے؟

(۳) سینما کے پردے پر بھی روشنی سے تصاویر دکھائی جاتی ہیں اور ان کو سب تصویر اور حرام فرماتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ روشنی سے بنی ہوئی تصویر بھی تصویر ہے اور حرام ہے۔ روشنی کی وجہ سے اس کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔

خواتین اور موسیقی کو ٹی وی کے ذریعے تبلیغِ دین کی ضرورت سمجھنے اور میڈیا کا حصہ بنانے پر مدلل اور چشم کشا تحریر

قال رسول الله ﷺ : " إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ .متفق عليه.(مشكوة:۳۰۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتے ہیں۔

ٹی وی کو تبلیغ دین کے لیے استعمال کرنے سے متعلق محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک پیشین گوئی:

اگر کوئی شخص جائز اور باوقار طریقوں سے ہماری دعوت کو قبول کرتا ہے تو ہمارے دیدہ و دل اس کے لیے فرشِ راہ ہیں لیکن جو شخص فلم دیکھے بغیر دین کی بات سننے کے لیے تیار نہ ہو اسے فلم کے ذریعے دعوت دینے سے ہم معذور ہیں، اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لیے استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا، اور رقص و سرود کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی، اس طرح ہم تبلیغ کے نام پر خود دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہوں گے"۔(نقوش رفتگاں:۱۰۴،۱۰۵)

"مسیج" نامی ٹی وی کے جدید عزائم نے حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس پیش گوئی کی کافی حد تک تصدیق کر دی اور اگر یہی عزائم رہے تو جو کمی بیشی ہے وہ مستقبل میں پوری کر دیں گے۔

تنبیہ: دین کے نام پر اس خطرناک اور حیا سوز عزم و پروگرام کے رد میں برادرم مولانا احسن خدامی صاحب نے جو لکھا ہے ماشاء اللہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا حق ادا کر دیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ وہ علم و عمل اور باطل کی سرکوبی میں اپنے دادا (امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) کے حقیقی وارث ہیں، ہم ان کے مضمون کی مکمل تائید کرتے ہیں اور ان شاء اللہ العزیز اپنے وسائل کی حد تک اس سیلاب کے روکنے کی کوشش بھی کریں گے۔

البتہ واقعہ یہ ہے کہ ہماری اس کوشش سے تذکیر و تبلیغ کا فریضہ تو ان شاء اللہ العزیز ادا ہو جائے گا

لیکن جب تک یہ لوگ فلمی اور تصویری تبلیغ سے توبہ نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کے ولی کی پیشین گوئی کے وقوع کو کوئی نہیں روک سکتا۔

''میسج'' ٹی وی کے جدید عزائم:

(۱) عورتوں کو اسکرین پر لانا۔

(۲) موسیقی کا استعمال.........کی تفصیل برادرم مولانا احسن خدامی صاحب کے درج ذیل مضمون میں ملاحظہ ہو:

پیام صفدر۔ احسن خدامی

پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے......!!!

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، اما بعد......!

''میسج ٹی وی'' سنہ دو ہزار گیارہ ۲۰۱۱ء سے اپنی ''دینی'' نشریات چلا رہا ہے، عوامی حلقوں میں اسے علمائے دیوبند کا ٹی وی چینل تصور کیا جاتا ہے اور اسی فکر کے علماء کرام کے بیانات اس پر چلائے جاتے رہے ہیں۔ عم محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کی سرپرستی اور ''نیک'' تمنائیں روزِ اول ہی سے اس کو مسلسل حاصل ہیں۔ چند روز قبل اس ٹی وی کے ذمہ داران کی طرف سے ایک اپیل نظر سے گذری تھی جس میں کہا گیا تھا کہ یہ ٹی وی چینل خاصی کسمپرسی کے حالات سے گذر رہا ہے اور اگر مخیّر احباب کی طرف سے اس کی اعانت نہ کی گئی تو اس کا وجود ختم ہو جائے گا۔ اس اپیل کے کچھ ہی دن بعد گزشتہ روز یہ معلوم ہوا کہ اس ٹی وی نے اب سکرین پر خواتین کی رونمائی کے ساتھ ساتھ موسیقی کی نشریات بھی شروع کر دی ہیں اور اس کے ذمہ داران بضد ہیں کہ نہ صرف ان کا ٹی وی اب تک ''اسلامی ٹی وی'' ہے بلکہ اس پر شروع کی جانے والی یہ حرکات بھی کسی شک وشبہ سے بالا ''دینی حرکات'' ہیں۔ اس ٹی وی کے ذمہ دار جناب عبدالمتین صاحب جو ماشاء اللہ ''باریش اور باشرع حلیہ'' رکھتے ہیں اور کسی زمانے میں دار العلوم لاہور، اور پھر دار العلوم منظور الاسلامیہ کے مجلّات میں ڈیزائننگ وغیرہ کی خدمات انجام دے چکے ہیں، انہوں نے اپنے ٹی وی کے آفیشل پیج پر دو قسطوں میں اس ٹی وی پر لائی جانے والی تبدیلیوں پر ایک مضمون لکھا ہے۔ مضمون کی سطر سطر اہل نظر کو عبرت کی دعوت دے رہی ہے۔ ہم محترم جناب عبدالمتین صاحب کے اس مضمون کے چند اقتباسات اپنے تبصرے کے ساتھ مجلّہ کے قارئین، دینی مدارس کے ارباب عقد وحل اور دینی جماعتوں کے قائدین کی خدمت میں اس لیے پیش کر رہے ہیں کہ اس کو ملاحظہ فرما کر میڈیا کے بارے میں لگ بھگ گذشتہ پندرہ برس سے قائم کی گئی رائے پر غور کیا جائے اور اس بارے میں مستقبل کی اپنی پالیسی کو ترتیب دیا جاسکے۔

محترم عبدالمتین صاحب لکھتے ہیں:

''میسج ٹی وی کا بنیادی مقصد دینی شعور کو اُجاگر کرنا اور فحاشی و عریانی کے سامنے بند باندھنا ہے، حالیہ دنوں میں میسج ٹی وی کی نشریات میں کچھ تبدیلیاں کی گئیں اور کی جارہی ہیں جس کے متعلق ہمارے ناظرین سوالات اور ناقدین اعتراضات کررہے ہیں، ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان دونوں کے جوابات دیں۔سب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ میسج ٹی وی کی انتظامیہ تبدیل ہوئی ہے، نظریہ نہیں۔۔۔''

تبصرہ:

پہلی بات تو یہ کہ ایک ٹی وی چینل کھول کر یہ توقع رکھنا کہ اس چینل کے ذریعے دینی شعور عام کیا جائے گا اور فحاشی و عریانی کے سیلاب کے آگے بند باندھا جائے گا، ایسے ہی ہے جیسے آپ لوگوں کو اس نیت سے دریا میں پھینکیں کہ وہ دریا میں گر کر ڈوبنے سے محفوظ ہو جائیں گے۔جس طرح دریا کا کام لوگوں کو ڈبونا ہے، ڈوبنے سے بچانا نہیں، اسی طرح مروجہ میڈیا کا کام فحاشی، عریانی اور بے دینی کو فروغ دینا ہے، ان کے آگے بند باندھنا نہیں۔

اگر آپ ان سطور کے مطالعے کے دوران یہ سوچ رہے ہیں کہ میڈیا تو صرف ایک آلہ ہے، اسے درست مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور غلط مقاصد کے لیے بھی، تو آپ کی یہ سوچ لاعلمی اور بے خبری پر مبنی ہے، موجودہ زمانے کا میڈیا ایک مجرد آلہ یا اوزار نہیں ہے جسے کوئی بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرسکے، بلکہ یہ ایک منظم اور مربوط نظام کے تحت چلنے والا بہت بڑا ادارہ ہے جسے بنانے والے نہ اسے اپنی مرضی کے خلاف چلنے دے سکتے ہیں اور نہ اس کی ساخت ہی ایسی ہے کہ یہ ان کی فکر و نظر اور تہذیب کو چھوڑ کر کسی دوسری تہذیب یا دین یا عقیدے کے مطابق چل سکے۔یہ گندگی کا وہ متعفن نالا ہے جس میں آپ کئی من خوشبو ڈال کر بھی اس کے تعفن اور غلاظت کو کم نہیں کرسکتے۔یہ لادینی، فحاشی و عریانی کی وہ ناپاک شراب ہے جس میں چند قطرے زمزم ڈال کر آپ زمزم کی توہین اور بے اکرامی کا سبب تو بن سکتے ہیں، اس نجس شراب کو پاک قطعاً نہیں کرسکتے۔یہ بے راہ روی اور اللہ جل شانہ سے بغاوت کا زہر ہے جس میں کچھ قطرے کسی دوا کے ڈال کر آپ اس کی زہرناکی سے نہ صرف مطمئن ہیں بلکہ اس سے بیماروں کو شفاء ملنے کی بھی آرزو لگائے بیٹھے ہیں، آپ کی یہ سادگی آپ جیسے بہت سے سادہ دل مریضوں کے ایمان کو موت کے گھاٹ اتار سکتی ہے۔

موجودہ زمانے کا میڈیا پوری دنیا کے سرمایہ دارانہ نظام کا ہی ایک اہم کل پرزہ ہے، اسے اس پورے نظام سے الگ کرکے چلانے کی آرزو ایسے ہی ہے جیسے چلتی گاڑی کے ایک ٹائر سے یہ امید رکھنا کہ وہ آپ

کے کہنے پر گاڑی سے مخالف سمت میں چلنے لگے گا۔ یہ ایک بچگانہ خواب تو ہوسکتا ہے، حقیقت کبھی نہیں۔ اس میڈیا کا موجودہ ڈھانچہ کیا ہے؟ ملکی سطح پر جنگ گروپ، اے آر وائی گروپ جیسے چھوٹے چھوٹے ادارے جو ریاست کی وساطت سے یا براہِ راست مکمل طور پر کمیونیکیشن اور ٹیکنالوجی کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تحت اور ان کے دست نگر ہوتے ہیں۔ گوگل اور موٹرولا، یا ہواوے جیسی کمیونیکیشن اور ٹیکنالوجی کمپنیاں بھی مکمل طور پر آزاد اور خود مختار نہیں ہوتیں بلکہ ایک نظم اور سسٹم کے تابع ہوتی ہیں، اس نظم اور سسٹم کی جڑ کیا ہے؟ سرمایہ اور سرمایہ داری، دنیا کی بے انتہا محبت، حرص و ہوس کا لامتناہی صحرا، اللہ جل شانہ کو جھٹلا کر انسانی خواہشات کو خدا مان لینا اور ان کو پوجنا، لا الــه الا اللّٰـه کے دائرے سے آزاد ہو کر لا الــه الا الانسان کا دعویٰ کرنا............ اس نظم اور سسٹم میں وہی کامیابی سے چل سکتا ہے جو اس کی اس بنیادی ''ایمانیات'' پر یقین رکھتا ہو یا اس کو برداشت کرسکتا ہو...... یہاں (نعوذ باللّٰه) دولت خدا ہے، خواہش رسول ہے۔ دولت سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں، خواہش سے بڑھ کر کوئی مطاع نہیں۔

آپ اس میڈیا پر آ کر ''دین'' کا کام کرنا چاہتے ہیں، سب سے پہلے آپ کو اس کے بنانے والوں سے ''لائسنس'' کے نام پر اجازت نامہ لینا ہے جس میں بہت کچھ ان کی مرضی کا کہنے کو تسلیم کرنا اور بہت کچھ اپنی مرضی کا کہنے سے دست بردار ہونا ہے، ضابطۂ اخلاق کے نام سے بداخلاقی پھیلانے کے اُصولوں پر صاد کرنا ہے۔ فرض کیجیے آپ نے لائسنس لے لیا، لائسنس لیتے وقت اپنی ہر بات کہنے کی آزادی بھی ان سے منظور کروالی، اب آپ یہ سوچیے کہ آپ کا یہ چینل چلے گا کیسے؟ چینل چلانے اور اس کو جاری رکھنے کے لیے آپ کو ہر ماہ بہت بھاری رقم درکار ہے جو آپ نے پابندی کے ساتھ انہی لوگوں کو دینی ہے جن سے آپ نے چینل چلانے کی اجازت لی ہے یا جن سے آپ ٹیکنالوجی اور کمیونیکیشن کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ یہ رقم لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ہے، یہ رقم آپ کہاں سے پوری کریں گے؟ موجودہ میڈیا سسٹم میں اس رقم کو وصول کرنے کا بنیادی طریقہ ایک ہی ہے کہ آپ چینل پر ایسی چیزیں دکھائیں جو زیادہ سے زیادہ لوگ دیکھیں، جتنے زیادہ لوگ آپ کے چینل کو دیکھیں گے، اتنی ہی زیادہ کمپنیاں اس چینل کو اشتہار دیں گی، ان اشتہارات کی رقم سے آپ اپنے اخراجات پورے کریں گے، اپنے ملازمین کو تنخواہیں دیں گے، اور اپنے ''بڑوں'' کو ان کی مطلوبہ رقم فراہم کریں گے۔ گویا آپ کے چینل کے دفاتر کے کرائے، بجلی پانی کے بل، درکار سامان کی رقم، ملازمین کی تنخواہیں، اور چینل کی فیس وغیرہ مدات میں جتنی رقم آپ کو درکار ہے اس کے وصول ہونے کا بنیادی ذریعہ ایک ہی ہے، وہ ہیں اشتہارات، اور اشتہارات ملنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے چینل کو زیادہ سے زیادہ لوگ دیکھتے ہوں۔ مثال کے طور پر آپ کے ٹی وی کو ایک لاکھ لوگ دیکھتے ہیں اور آپ کا ایک منٹ کا اشتہار دس ہزار کا ہے، تو اگر آپ کے چینل کو دس لاکھ لوگ دیکھنے والے ہوں گے

تو یہی ایک منٹ کا اشتہار دو لاکھ کا ہو جائے گا۔

اتنے زیادہ لوگ آپ کے چینل کو کیسے دیکھیں گے؟ وہ کون سا طریقہ ہے جس سے لاکھوں کروڑوں لوگ ہر وقت آپ کے چینل سے چمٹے بیٹھے رہیں؟ کھانا کھانے والوں کی نظریں کھانا کھاتے وقت سکرین پر ٹکی رہیں اور کاریگر کام کرتے ہوئے بار بار نگاہیں اٹھا کر اس پر نظر ڈالتے رہیں؟ اس کا واحد طریقہ یہی ہے کہ لوگوں کو ان کی خواہش اور پسند کی چیز دکھائی جائے۔ یہی وہ دوراہا ہے جہاں سے دین کی دعوت اور میڈیا کے راستے شمالاً جنوباً الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ دین کی دعوت محض اللہ کی رضا کے لیے ہوتی ہے، لوگوں کو خوش کرنے کے لیے نہیں...... اس میں لوگوں کے دینی نفع کو دیکھا جاتا ہے، ان کی خواہش اور پسند کو نہیں...... اس کا مقصود آخرت کی کامیابی ہے، دنیا کی لذات کا حصول نہیں...... اس میں دعوت دینے والا لوگوں سے مستغنی اور بے نیاز ہوتا ہے، ان کا محتاج اور لالچی نہیں...... کوئی سنے یا نہ سنے، کوئی مانے یا نہ مانے، وہ اللہ جل شانہ کی رضا کے لیے اپنی آواز لگاتا ہے، لوگوں کو آمادہ کرنے کے لیے ''اسلامی موسیقی'' اور ''اسلامی بدنظری'' جیسی قبیح حرکات کا ارتکاب کبھی نہیں کرتا...... اور میڈیا...... میڈیا نام ہے لوگوں کو خوش کرنے، ان کو مطمئن کرنے، ان کو چینل دیکھتے رہنے پر آمادہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کا...... لوگ سنسنی چاہتے ہیں، بہتان بازی سے خوش ہوتے ہیں، لوگوں کی عزتوں کے کھلواڑ کا تماشا دیکھنا پسند کرتے ہیں، سیاست دانوں یا مذہبی رہنماؤں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں، موسیقی کے دلدادہ ہیں، فحش مناظر دیکھنا چاہتے ہیں، مار دھاڑ اور قتل و غارت سے خوش ہوتے ہیں، ڈرامے کو پسند کرتے ہیں، دین کے نام سے ایسی ڈھیلی ڈھالی اور میٹھی میٹھی باتیں سننا چاہتے ہیں جو ان کی خواہشات کی ''آزادی'' میں مخل نہ ہوں، جو ان کے نفس کے بے لگام گھوڑے کو بری نہ لگیں، جو ان کی غیر شرعی رسومات و بدعات پر ضرب نہ لگائیں، جو ان کو ''خوش رہے رحمٰن بھی، راضی رہے شیطان بھی'' کا سبق پڑھائیں...... میڈیا نے لوگوں کی یہ ''ضروریات'' پوری کرنی ہیں، چاہے اس کے لیے اسے کسی بھی حد تک جانا پڑے، کچھ بھی کرنا پڑے، دینی احکام کی دھجیاں اڑانی پڑیں، انسانی اخلاقیات کا جنازہ نکالنا پڑے، اسے یہ سب کچھ کرنا ہے، بہر صورت کرنا ہے۔ وہ صرف لوگوں کی ان سفلی خواہشات کو پورا ہی نہیں کرتا، ان خواہشات کو مزید ابھارتا اور برانگیختہ کرتا ہے، پھر خود انگیخت کردہ ان خواہشات کو پورا کر کے اپنی دوکان چمکاتا ہے۔ یہ اس کی غذا ہے، اس کی روح ہے، اگر وہ یہ سب نہیں کرے گا، تو مر جائے گا، اس کو کمیونیکیشن کی آکسیجن فراہم کرنے والے اس سے ناراض ہو جائیں گے، سرمایہ داری کی دوڑ میں شامل ہونے کے لیے اسے لائسنس اور اجازت فراہم کرنے والے اس کے سر سے ہاتھ اٹھا لیں گے، اشتہار دینے والی کمپنیاں منہ موڑ لیں گی، ریٹنگ بڑھانے والے لوگ اس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کریں گے، پھر وہ کسی یتیم بچے کی طرح بے آسرا، بے سہارا اور

لاوارث ہوکر پائی پائی کامحتاج ہو جائے گا۔تب اس کے پاس دو ہی راستے بچیں گے، اگر تو اس میں دینی غیرت کی ایک بھی رتی باقی ہے تو وہ ان تمام شیطانی طریقوں پر لعنت بھیج کر اپنے اس ''دینی کام'' کو اللہ کی رضا کے لیے بند کردے گا۔اور اگر پلید میڈیا کے سنڈاس میں کچھ وقت گذارنے کی نحوست سے اس میں دینی غیرت اور اسلامی حمیت کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہ گیا تو پھر وہ شرم وحیا سے بالکل ہی عاری ہوکر ان شیطانی حرکات کو اسلامی لبادہ پہنانے کی کوشش کرے گا۔جیسا کہ اس وقت میسج ٹی وی کے محترم عبدالمتین صاحب کررہے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون......!!

محترم عبدالمتین صاحب ٹی وی پر لائی جانے والی تبدیلیوں کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پہلی تبدیلی:......جید ترین علماء کرام اور مفتیان سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ عورت جو کہ معاشرے کا ایک اہم فرد ہے، اسے عزت، وقار اور حیاء وتقدس کے ساتھ چینل پر نمائندگی دی جائے اور اس سلسلے میں حدود وقیود کا خیال رکھا جائے۔''

تبصرہ:

اگر مغربی تہذیب وثقافت اور اس کو پھیلانے والے میڈیا سے اہل دین کے متاثر ہونے اور اس کے پیچھے سرپٹ بھاگنے کی رفتار یہی رہی تو کچھ بعید نہیں کہ کچھ روز بعد اسی یا اس جیسے کسی اور مقدس ''اسلامی ٹی وی'' کی طرف سے یہ اعلان نشر کیا جائے کہ:

''جید ترین علماء کرام اور مفتیان کرام سے مشورے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اعضائے مستورہ جو انسانی جسم کے اہم اعضاء ہیں، انہیں پوری ''عزت، وقار اور حیاء وتقدس'' کے ساتھ چینل کی سکرین پر نمائندگی دی جائے اور اس سلسلے میں ''حدود وقیود'' کا پورا خیال رکھا جائے۔''

ہم اِس اندازِ تفہیم پر محترم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں مگر کیا کیجیے کہ مغربی میڈیا کی غلاظت اور ہمارے میڈیا کی طرف سے اس کی تقلید کی رفتار کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ روزِ بد بہت دُور نہیں، بالکل سامنے نظر آرہا ہے۔

اور ہاں......! وہ ''جید ترین'' علماء کرام کون ہیں جو اس ٹی وی کو ان ''اسلامی'' حرکات کا جواز فراہم کررہے ہیں؟ اَب تک کے مسلسل استفسار کے باوجود میسج ٹی وی کے ذمہ دار محترم ان کا نام بتانے سے گریزاں ہیں۔اب دو ہی صورتیں نظر آتی ہیں، یا تو یہ صاحب لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے از خود ہی ''جید ترین علماء'' کے الفاظ استعمال کرکے اپنی سرمایہ داری کو بچانے کے لیے دجل اور فریب سے کام لے رہے ہیں......اللہ کرے ایسا ہی ہو......اور یا پھر خدانخواستہ خدانخواستہ واقعتاً ایسے کچھ معزز اور ''جید'' علماء کرام موجود ہیں جو پسِ پردہ اس سلسلے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے سندِ جواز فراہم کررہے ہیں......اللہ

کرے ایسا نہ ہو......لیکن افسوس کہ ایسا ہونا کچھ زیادہ بعید بھی نہیں......جس دنیا میں ''راسخ العقیدہ سنی، شعوری حنفی اور متصلب دیو بندی'' رہتے ہوئے غامدی پٹھوں کی پوری پوری پشت پناہی مسلسل کرنا اور اس کے لیے اکابر علماء کرام کو دھوکہ دینا ممکن ہے، اس دنیا میں ''عزت و وقار اور حیاء و تقدس'' کے ساتھ ساتھ عورتوں کو سکرین پر لا بٹھانا اور موسیقی کی دھنیں بکھیرنا بھی کچھ غیر ممکن نہیں......اللہ جل شانہ ہی ہماری حالت پر رحم فرمائیں۔

محترم عبدالمتین صاحب مزید لکھتے ہیں:

''دوسری تبدیلی:......ایسی دستاویزی فلمز یعنی ڈاکومنٹریز جو تاریخ، ادب، عالمی حالات، سیاحت، یا دیگر عنوانات پر مشتمل ہوں اور ان میں بیک گراؤنڈ میوزک کا استعمال کیا گیا ہو، انہیں اپنی نشریات کا حصہ بنانا۔''

تبصرہ:

آہ......! ان صاحب کو کون سمجھائے کہ اگر آپ کو اپنی دینی دعوت ہی لوگوں تک پہنچانی تھی تو اسے بغیر تصویر کے صرف آڈیو کے ذریعے بھی لوگوں تک پہچانا ممکن تھا، مگر آپ نے یہ عذر کیا کہ بغیر تصویر کے صرف آڈیو کو لوگ شوق اور توجہ سے دیکھتے نہیں ہیں۔ کاش آپ اس بات کو سمجھ سکتے کہ جس دن آپ نے لوگوں کو خوش کرنے اور ان کی دلچسپی کو ''ضرورت اور مجبوری'' کے دائرے میں شامل کیا تھا اسی روز آپ کا قبلہ مکہ سے ہٹ کر لندن کی طرف ہو گیا تھا، اب وہی طبقہ جو دین کی بات سننے کے لیے آڈیو پر قانع نہیں تھا اور ویڈیو کا تقاضا کر رہا تھا، آج وہی طبقہ سوکھی ویڈیو دیکھ کر دین کی بات سننے سے اکتا چکا ہے اور ان کے باشرع حلیوں کے اندر مچلتی نفسانی خواہشات انہیں خواتین کی زبانی موسیقی کی دھنوں کے ساتھ ساتھ ''دین کی بات'' سننے کا تقاضا کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ آج آپ ان کی اس خواہش کو ''ضرورت اور مجبوری'' قرار دے کر اسے پورا کرنا چاہ رہے ہیں، کل کو یہی طبقہ اس خواہش پرستی میں مزید ترقی کر کے رقص دکھانے کا مطالبہ کرے گا، پرسوں یہی طبقہ انگریزوں کے راستے پر چلتے ہوئے چوپاؤں سے بدتر ہو کر اس سے زیادہ حیاسوز مناظر دکھانے کی خواہش کرے گا......آپ کون کون سے طریقے سے ان کی خواہشات کو پورا کر کے انہیں دین کی دعوت پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائیں گے؟......ذلت، پستی اور بے غیرتی کی کون سی کھائیوں تک اپنے آپ کو گرائیں گے؟ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ ابھی سے آپ اپنے آپ کو سنبھال لیں اور ٹی وی، میڈیا کے شیطانی طریقوں کو راہِ نجات سمجھنے کے بجائے مسجد، مدرسہ، دعوت و تبلیغ اور انفرادی دعوت کے نبوی و مبارک اور پاکیزہ و باوقار طریقوں کو حرزِ جاں بنالیں؟

محترم عبدالمتین صاحب ان دو تبدیلیوں کی ''شرعی دلیل'' مہیا کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''ان دونوں تبدیلیوں کے پیچھے ارادوں کو اللہ رب العزت بہتر جانتا ہے اور یہ تبدیلیاں کم وبیش ایک سال کی مشاورت کے بعد کی گئی ہیں، اور ان تبدیلیوں پر اہل علم کی رائے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ جیسے آج تک ڈیجیٹل تصویر کے معاملے پر دونوں طرف علماء کی رائے ہیں، اسی طرح ان موضوعات پر بھی دونوں طرف رائے پائی جاتی ہیں جس کی تحقیق آپ خود کر سکتے ہیں۔''

تبصرہ:

ان خرافات کے ارتکاب کے جواز کے لیے پیش کی گئی دلیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ ان کے جواز وعدم جواز میں ''اختلاف'' ہے، اور جس کام میں اختلاف ہو اسے کر لینے کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ وہ سب سے ''بھاری'' اور ''وزنی'' دلیل ہے جس کے زور پر پوری امت مسلمہ کو ایثار، قربانی، زہد وتقویٰ، انفاق فی سبیل اللہ، صلہ رحمی، ذکر اللہ مجاہدے اور ذوق عبادت کے ایمانی راستوں سے ہٹا کر خواہش پرستی، حسد، بغض، جھوٹ، دھوکہ، فحاشی، عریانی اور حب دنیا کے گڑھوں میں گرا کر جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو ہر کس وناکس اور ہر پروفیسر ومفکر کا اختلاف اس قابل ہے کہ اسے قابل اعتناء سمجھ کر جمہور امت کے موقف کو پسِ پشت ڈال دیا جائے، اور نہ مستند اور راسخ العقیدہ علماء کرام کے اختلاف کی صورت میں ہی یہ کوئی شرعی ضابطہ یا اصول ہے کہ عوام الناس اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر جس کے مرضی قول کو خود ہی اختیار کر کے من مانی کے راستے پر بگٹٹ گھوڑے دوڑانے لگیں۔ اس امت کے فقہائے کرام اور مجتہدین عظام نے اگر بعض مسائل میں آپس میں اختلاف کیا ہے تو امت کو اس اختلاف میں اپنے لیے راہِ عمل تلاش کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے، اس کے اصول بھی بیان فرمائے ہیں...... آپ فقہ اور اصول فقہ کے تمام مستند قدیم وجدید ذخیرے کھنگال جایئے، آپ کو کسی ایک جگہ بھی یہ اصول نہیں ملے گا کہ کوئی بھی کام کرنا ہو تو پہلے اس میں کہیں سے بھی...... کوئی سے بھی...... دو افراد کا اختلاف تلاش کر لو...... اور جب اختلاف مل جائے تو اب جو چاہے کرو۔

شاذ اور مرجوح قسم کے اقوال ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کرنا اور ان پر عمل کرنا فقہ حنفی یا فقہ شافعی نہیں فقہ شیطانی ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کسی کی دعوت کریں تو روٹی سالن اور چاول کے بجائے دسترخوان پر چھلکوں کا ڈھیر لگا دیں، اور مہمان اس پر احتجاج کرنا چاہے تو اسے یہ ''دانشورانہ'' دلیل دے کر خاموش کروا دیں کہ میں نے خود بڑے بڑے حکماء کی کتب میں ان چھلکوں سے بننے والے نسخوں اور ان کے فوائد کو پڑھا ہے، تم کون ہوتے ہو جو اپنی تنگ نظری، تشدد اور جمود پر مصر ہو کر ان کو کھانے سے انکار کرتے ہو اور خواہ مخواہ تنگی اور مشقت پر عمل کر رہے ہو......؟ جس طرح کسی حکیم کی کتاب میں کیلے کے چھلکے سے تیار ہونے والا کوئی نسخہ

دیکھ کر اس چھلکے کو غذا کا معمول بنا لینا درست نہیں اسی طرح فقہاء کی کتب میں سے شاذ اور مرجوح اقوال تلاش کر کے ان کو جمع کر لینا اور انہی کو مفتیٰ بہ اقوال کا درجہ دے دینا بھی کسی حماقت سے کم نہیں۔ایسا صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کا معبود ان کا نفس ہے لیکن وہ اپنے نفس کی خواہشات کو نفس کی خواہشات کہہ کر ان پر عمل کرنے کی اخلاقی جرأت نہیں رکھتے تو لوگوں کو بھی اور اپنے آپ کو بھی دھوکہ دینے کے لیے انہی فقہائے کرام کے غیر ثابت یا شاذ اقوال جمع کرنے لگتے ہیں جن فقہائے کرام سے تمسخر کرنا اور ان پر سے امت کا اعتماد ہٹانا ان کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنی شہرہ آفاق درسی تقریر ''درسِ ترمذی'' میں صفحہ نمبر ۶۲۱...... سے ۷۳۱......تک ''تقلید ائمہ کا مسئلہ'' کے عنوان سے خاصی جامع گفتگو فرمائی ہے جس میں قرآن کریم اور تقلید، حدیث اور تقلید، عہد صحابہ میں مطلق تقلید، عہد صحابہ میں شخصی تقلید، تقلید کے مختلف درجات، عوام کی تقلید، متبحر عالم کی تقلید، مجتہد فی المذہب کی تقلید، مجتہد مطلق کی تقلید، اور تقلید پر کیے جانے والے اعتراضات کے عناوین کے تحت بہت ہی قیمتی، مدلل اور نفیس بحث موجود ہے۔جی تو چاہتا ہے کہ اس پوری بحث کو من وعن قارئین کرام کے لیے نقل کر دیا جائے تاہم صفحات کی تنگ دامانی سے لاچار ہو کر ہم سر دست اس بحث کی چند سطور ہی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔تقلید شخصی کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے حضرت مفتی صاحب مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں:

''پہلے تو یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ اتباعِ ہویٰ قرآن کریم کی بے شمار تصریحات کے مطابق انتہائی سنگین بیماری ہے۔پھر اتباع ہویٰ ایک تو یہ ہے کہ انسان حرام کو حرام سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب کرے، اور اس سے بھی بدتر صورت یہ ہے کہ انسان اتباعِ ہویٰ کے تحت حرام کی حرمت ہی سے انکار کر دے۔یہ شکل اس لیے بہت بری ہے کہ اس میں انسان کو اپنے فعل پر ندامت بھی نہیں ہوتی، فقہاء کرام نے یہ محسوس کیا کہ قرونِ اولیٰ میں دیانت عام تھی، اس لیے تقلیدِ مطلق میں اتباعِ ہویٰ کا کوئی خطرہ نہیں تھا، لیکن بعد میں دیانت کا وہ معیار باقی نہیں رہا، لہٰذا اگر تقلیدِ مطلق کا دروازہ بالکل کھلا رکھا گیا تو لوگ اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق جس امام کے قول میں آسانی دیکھیں گے اسے اختیار کر لیں گے، اور یہ وہ سنگین گمراہی ہے جس کے خلافِ اسلام ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا۔خود علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرزِ عمل کو انتہائی مذموم قرار دیا ہے کہ نفسانی خواہشات کی پیروی میں کبھی کسی امام کا قول اختیار کر لیا جائے اور کبھی کسی امام کا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس بات کی کھلی آزادی دے دی جائے کہ جس مجتہد کا چاہے قول اختیار کر لو! تو دین ایک کھلونا بن کر رہ جائے، کیونکہ اکثر مجتہدین کے یہاں کچھ نہ کچھ منفرد اقوال ایسے ملتے ہیں جو

خواہشاتِ نفس کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً: امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک شطرنج کھیلنا جائز ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر کی طرف موسیقی کا جواز ''منسوب'' ہے، حضرت قاسم بن محمد کی طرف منسوب ہے کہ وہ بے سایہ تصویروں کو جائز کہتے تھے، مالکیہ میں امام سحنون کی طرف اپنی زوجہ کے ساتھ وطی فی الدبر کا جواز منسوب ہے، امام اعمش سے منقول ہے کہ ان کے نزدیک روزہ کی ابتداء طلوعِ شمس سے ہوتی ہے، ابن حزم ظاہری کا مسلک یہ ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے برہنہ دیکھنا بھی جائز ہے، نیز انہی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو کسی مرد سے پردہ کرنا مشکل ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس بالغ مرد کو اپنی ثدی سے دودھ پلا دے، اس طرح حرمتِ رضاعت ثابت ہو جائے گی اور پردہ اٹھ جائے گا، اور حضرت عطا بن ابی رباح کا مسلک یہ ہے کہ اگر عید کا دن جمعہ کے روز آجائے تو اس دن ظہر اور جمعہ دونوں ساقط ہو جاتے ہیں۔

غرض اس طرح اگر کوئی شخص ایسے اقوال کو تلاش کر کے ان پر عمل شروع کر دے تو ایک ایسا دین تیار ہو جائے گا جس کا بانی سوائے شیطان اور نفس کے کوئی نہیں۔ اسی لیے بعض اسلاف کا قول ہے کہ ''من اخذ بنوادر العلماء خرج من الاسلام'' (یعنی جو شخص علماء کے شاذ اقوال جمع کر کے ان پر عمل کرنا شروع کر دے وہ (اس خواہش پرستی کے نتیجے میں) آخر کار اسلام سے ہی خارج ہو کر رہتا ہے)''۔ (درسِ ترمذی: ۱/۱۳۱)

حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی یہ تحریر ان حضرات کے لیے تو امید ہے کہ شافی ثابت ہوگی جو حقیقتاً دین پر چلنا چاہتے ہیں اور جن کا مقصود اللہ جل شانہ کی رضا کی تلاش ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنی خواہشات پر چلنے ہی کی ٹھان لی ہے، ان کے کانوں پر کسی نبی کی بات کا اثر بھی کبھی نہیں ہوا، ایک عالم کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

آخری بات:

جب تک ہمارے حضرات کا مجموعی موقف ٹی وی کے عدم جواز کا رہا، ہمارا دین دار طبقہ اس لعنت سے محفوظ ہی رہا۔ جب ڈیجیٹل تصویر کے جواز و عدم جواز کی بحث شروع ہوئی تو اس اختلاف سے فائدہ اٹھا کر ہمارا طبقہ میڈیا اور سوشل میڈیا کی طرف آیا اور جب آیا تو اس کی تمام ترنحوستوں اور غلاظتوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ بات شروع تو صرف ڈیجیٹل تصویر کے جواز سے ہوئی تھی، لیکن رکی اس پر نہیں، اب غیر محارم کی تصاویر کیا اور موسیقی کیا، ہر ناجائز اور حرام کام میں ابتلائے عام ہوتا چلا جا رہا ہے، یہ سلسلہ کسی طور رکنے میں نہیں آرہا...... اس وقت جو علماء کرام ڈیجیٹل تصویر کے جواز کے قائل ہیں، ان کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جواز کے نتیجے میں پیش آنے والے محرمات میں ابتلاء کی کھلے اور واضح الفاظ میں سختی سے روک

تھام کریں، مشتبہات کا جو دروازہ انہوں نے کھولا ہے اس دروازے سے آگے کوئی مضبوط بند باندھیں جس سے امت اس دروازے سے آگے محرمات کی حدود میں داخل نہ ہو، اور اگر وہ اس دروازے سے گذرنے والوں کو محرمات کی حدود تک جانے سے نہیں روک سکتے تو امت کی خیر اسی میں ہے کہ گمراہی، فحاشی، عریانی اور دنیا پرستی کے اس باب کبیر کو ہی بند کردیں۔ وماعلینا الا البلاغ

(مجلّہ صفدر شمارہ 79، ستمبر 2017 ذوالحجہ 1438ھ)

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند (الہند) کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدوم ومکرم گرامی مرتبت حضرت مہتمم صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ نے فتاوے ارسال کرکے دارالعلوم دیوبند کا موقف معلوم کیا ہے اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ڈیجیٹل سسٹم کے تحت اسکرین پر جو مناظر یعنی تصویر وغیرہ آتی ہے، وہ سب شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں۔ یہ سینما کی تصویروں کے مثل ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ سینما سے ریز سامنے سے ڈالی جاتی ہیں اور ٹی وی میں پیچھے سے، جو مفاسد سینما کی تصویروں سے پیدا ہوتے ہیں وہی سارے مفاسد ٹی وی کی تصویروں سے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان تصاویر کا دیکھنا شرعاً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ دار العلوم دیوبند کے اربابِ افتاء کا فتویٰ اور موقف یہی ہے البتہ شرعی ضرورت اور اضطرار کی حالت کے احکام اور ہوں گے۔ فقط

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی دارالعلوم دیوبند
۲۸/۴/۱۴۳۰ھ

صحیح محمود حسن غفرلہ بلند شہری
الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ
الجواب صحیح وقار علی غفرلہ
زین الاسلام قاسمی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

(کتاب: ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل اور مدلل فتویٰ، صفحہ ۹)

﴿براہ راست (live) منظر کا حکم﴾

یہ بھی تصویر ہے جس کا کھینچنا، دیکھنا اور دکھانا ناجائز و حرام ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہے شے کا وجود اور دوسرا اس شے کا باقی رہنا، وجود الگ چیز ہے اور بقاء الگ چیز ہے۔

بعض چیزوں کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہوتی ہیں اور بعض میں دونوں ناجائز ہوتی ہیں اور بعض میں ایک جائز اور ایک ناجائز۔ مثلاً

(۱) درخت کی تصویر......اس کا وجود اور بقاء دونوں جائز ہیں۔

(۲) فرش پر تصویر (جو پاؤں تلے روندی جائے)......اس کا وجود ناجائز ہے اور بقاء جائز ہے

(۳) اسکرین، دیوار وغیرہما کی بڑی تصویر......اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں۔

براہِ راست تصویر (لائیو منظر کشی) نمبر۳ میں داخل ہے، اس کا وجود اور بقاء دونوں ناجائز ہیں، چونکہ اس کا وجود ناجائز ہے اور اس صورت میں تصویر کا وجود ہوتا ہے البتہ بقاء نہیں ہوتی کیونکہ کیمرہ جب تک تصویر لے کر بناتا نہیں، آگے دکھا نہیں سکتا۔ البتہ اس صورت میں بنا کر دکھانے کے بعد وہ مٹ جاتی ہے یا مٹادی جاتی ہے، باقی نہیں رہتی تو اس میں وجود کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی دیوار پر تصویر بنا کر کپڑے وغیرہ سے مٹادے تو اس میں وجود اور بنانے کا گناہ ہے، بقاء کا گناہ نہیں۔

ویڈیو (live) کال کے بارے میں دارالعلوم دیو بند کا فتویٰ:

............ویڈیو کالنگ میں پہلے کیمرہ سامنے والے کی تصویر لیتا ہے......پس جب ویڈیو کالنگ میں تصویر کشی و تصویر سازی پائی جاتی ہے......تو موبائل یا لیپ ٹاپ وغیرہ کے کیمرے کا رُخ اپنی طرف یا کسی اور انسان یا جاندار کی طرف کر کے ویڈیو کالنگ کرنا جائز نہ ہوگا، ہر مسلمان کے لیے اس سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دارالافتاء دارالعلوم دیو بند (Fatwa ID:128-159/N=3/1438)

ویڈیو (live) کال کے بارے میں دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن کا فتویٰ:

......ویڈیو کال تصویر ہی کے حکم میں ہے......اور جاندار کی تصویر اور ویڈیو شرعاً حرام اور ناجائز ہے، اس لیے ویڈیو کال جس میں جاندار کی تصویر ہو وہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتویٰ نمبر 144109200849، دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)